حج

فرضیت اور فضیلت

مع آسان طریقہ حج

خطاب

حضرت مولانا ومفتی سعید الظفر قاسمی صاحب مدظلہ العالی

استاذ حدیث ومفتی جامعہ اشرفیہ روضۃ العلوم ٹانڈہ

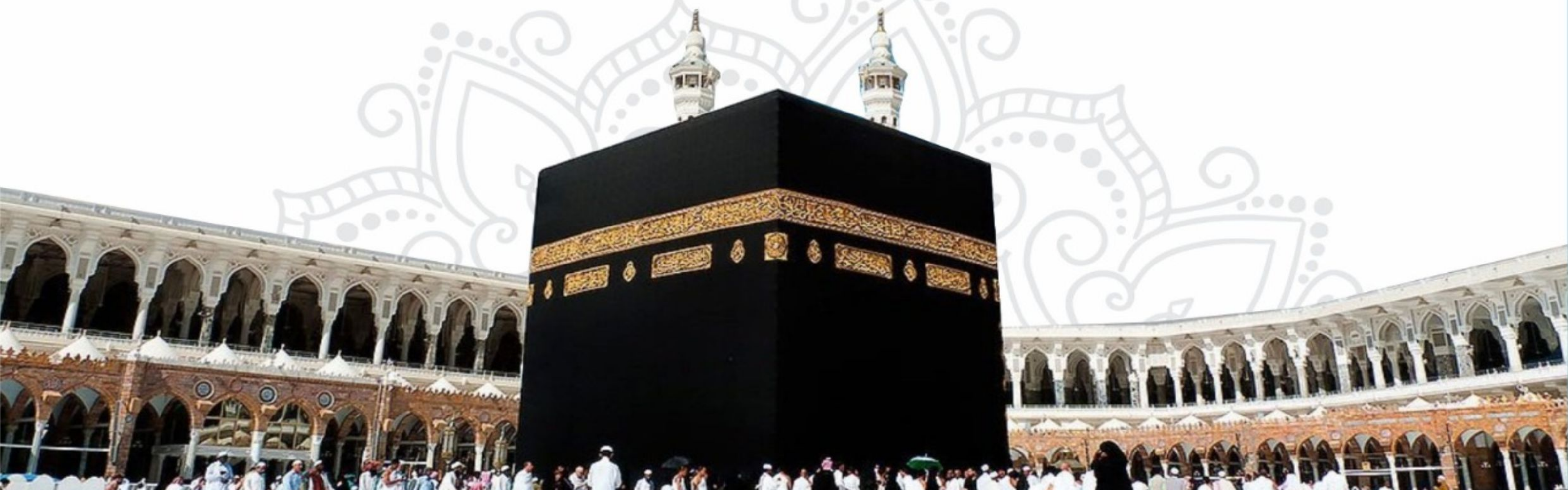

مرتب یاسر عرفات ندوی

فاضل دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

حج
فرضیت اور فضیلت

مع آسان طریقہ حج

خطاب
حضرت مولانا سعید الظفر صاحب قاسمی مدظلہ العالی
استاد حدیث و مفتی جامعہ اشرفیہ روضۃ العلوم ٹانڈہ

مرتب
یاسر عرفات ندوی
فاضل دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناشر
دارالترجمۃ والتحقیق
ٹنڈولہ، ٹانڈہ، رامپور

تفصیلات

نام............حج: فرضیت وفضیلت۔مع آسان طریقہ حج
خطاب............حضرت مولانا ومفتی سعید الظفر صاحب قاسمی دامت برکاتہم
مرتب............یاسر عرفات ندوی
صفحات............۳۲
زیر اہتمام............ارحم سعید
ناشر............دارالترجمۃ والتحقیق،ٹنڈولہ،ٹانڈہ،رامپور

ملنے کا پتہ

دارالترجمۃ والتحقیق
ٹنڈولہ،ٹانڈہ،رامپور
فون نمبر:9012454047، 9870618119

فہرست مضامین

عرض مرتب

حج دراصل قصد وارادہ کا نام ہے اور شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی ازراہ تعظیم مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرنے کا نام ''حج'' ہے، یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق مال اور جسم دونوں سے ہے اسی لئے اس لئے اس عبادت کا مکلّف انہی لوگوں کو بنایا گیا ہے جن کے پاس اتنا مال ودولت ہو کہ جو سفر کا خرچ، قیام وطعام کا خرچ اور پیچھے چھوٹنے والوں کے نان ونفقہ کے لئے پورا ہو سکے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے جسم میں اتنی توانائی بھی ہو کہ وہ مناسک حج کو ادا کر سکے تو ایسے شخص پر شریعت کی نگاہ میں حج فرض ہے۔

حج کرنے والوں کے لئے احادیث میں دنیوی واخروی واضح فضائل بیان کئے گئے ہیں، اس دور کی یہ حقیقت ہے کہ لوگ اسلام کے اس اہم رکن سے غافل ہیں ، بڑا طبقہ تو ایسا ہے جو زندگی بھر اس فریضہ کو ادا ہی نہیں کرتا، ان کے پاس وجوہات ہیں جن کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ، پھر کچھ لوگ عمر کے آخر میں جب جسم جواب دے دیتا ہے، حج کرتے ہیں۔

عوام الناس کے دلوں سے اسی غفلت کو دور کرنے اور اور اس کی اہمیت ،فرضیت اور فضیلت کو دل ودماغ میں جاگزیں کرنے کے لئے حضرت الاستاذ حضرت

مولانا ومفتی سعید الظفر صاحب قاسمی دامت برکاتہم (استاد حدیث وفقہ مدرسہ اشرفیہ روضۃ العلوم، ٹانڈہ) نے جامع مسجد ٹانڈہ میں خطاب فرمایا، جس میں حج کب فرض ہوتا ہے؟ حج سے کیا منافع حاصل ہوتے ہیں؟ اور وہ اعذار جن کی وجہ سے لوگ حج کو مؤخر کرتے رہتے ہیں، ان سب کی شریعت کی نظر میں کیا حیثیت ہے؟ بالتفصیل بیان فرمایا، یہ خطاب اپنے مواد اور طرز استدلال کے اعتبار سے عام فہم تھا جس نے سامعین کی پوری توجہ کو اپنی طرف مرکوز کرلیا۔

راقم الحروف نے حج کے سلسلے میں اس خطاب کو اہم اور نافع سمجھ کر مرتب کیا ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ کی تخریج کردی ہے اور مزید نفع کے پیش نظر ’’حج کا آسان طریقہ‘‘ کے نام سے ایک تحریر کا اضافہ کر کے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرمائیں اور ملت اسلامیہ کے لئے نافع بنائیں اور اس ناچیز کو بھی یہ سعادت نصیب فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

یاسر عرفات ندوی

۲۰ رشوال ۱۴۴۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج
فرضیت وفضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له وَاَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا،أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ“(١)

ترجمہ:اور لوگوں میں سے جو لوگ اس (کعبہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے“۔

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں:

”ما من مولود إلا يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه(٢)

(١) آل عمران:٩٧

(٢) صحیح مسلم، کتاب القدر، باب اللہ اعلم بما کانوا عاملین، حدیث نمبر:٢٦٥٨

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی،نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں‘‘۔

اللہ تعالی نے انسان کے فطری نظام کے تحت انسان کے لائق ہونے اور نہ ہونے کے لئے مختلف منزلیں اور مراحل قائم فرمائیں ہیں،اللہ کے رسول اس روایت میں فرماتے ہیں کہ ہر بچہ جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے،تو وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

فطرت اسلام کیا ہے؟

یہ فطرت اسلام کیا ہے؟اس کی تشریح میں محدثین نے الگ الگ باتیں لکھی ہیں،لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تعبیرات کا اختلاف ہے،سب کا خلاصہ یہ ہے کہ فطرت اسلام سے مراد انسان میں ایسا ’’ملکہ اور صفت‘‘ ہے جو انسان کو اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا سکھاتا ہے اور ایسی ’’استعداد‘‘ ہے جو اچھائی کو قبول کرنا اور برائی سے بچنا سکھاتی ہے،(۱) اللہ تعالی نے پیدائش کے ساتھ ہر انسان کے اندر یہ صفت رکھی ہے، جو مختلف مراحل سے گزرتی ہے؛چنانچہ یہ استعداد سات سال کی عمر تک بڑھتی ہے اور سات سال کی عمر پر جاکر ٹھہر جاتی ہے پھر سات سال سے بلوغت تک اس استعداد میں قوت وطاقت پیدا ہوتی ہے،محدثین کی تعبیر میں کہا جائے تو ہر انسان کی ابتدائی عمر میں دو موقع پیش آتے ہیں، پہلا موقع سات سال کی عمر میں انسان میں قوت وصلاحیت کا نیا دور شروع ہوجاتا ہے اور دوسرے سات سال یعنی چودہ سال پورے ہونے پر قوت وصلاحیت کے اعتبار سے ایک نیا دور شروع ہوجاتا ہے،جس کو ’’بلوغت‘‘ کا دور کہا جاتا ہے(۲) اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) قال الشيخ عبد الحق الدهلوي:فالصواب أن المراد بالفطرة التي خلق اللّٰه الخلق عليها الحالة والهيئة المهيأة لمعرفة الخالق وقبول الحق واختيار دين الإسلام والتمييز بين الحق والباطل ما ركب فيهم من العقول التي يتمكنون بها من الهدى وقبول الحق لو نظروا بها نظرًا صحيحًا لاستمروا على لزومها، ولم يفارقوها،(لمعات التنقيح ٣٦٦/١ مطبوعة:دار النوادر،دمشق)

(۲) مظاہر حق ۳۹/۲،مطبوعہ:اشرفی بکڈپو دیوبند)

نے پہلے دور کے پورا ہونے پر بچوں کے والدین اور سرپرستوں کو متوجہ کیا کہ اب ان کو نماز کا حکم کرو، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع"[(۱)]

ترجمہ: جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس کے ہوجائیں تو نماز میں غفلت پر انہیں مارو اور ان کے بستر بھی الگ الگ کردو'

اس عمر میں بچے کو نماز پڑھنے کا حکم فرضیت کی وجہ سے نہیں ہے، نماز کی فرضیت تو بلوغت کے بعد ہوگی، نابالغ کو نماز کا حکم نماز کی مشق کے لئے ہے؛ تاکہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی اس کو نماز کی عادت ہوجائے؛ کیونکہ سات سال کی عمر میں استعداد جوان ہوگئی ہے اب پختگی کا زمانہ شروع ہوگا، اس مرحلہ میں جو بیج ڈالوگے تو اسی کا پھل نصیب ہوگا، اس لئے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ نفس امارہ کا عمل دخل شروع ہوجاتا ہے، پھر بڑے ہونے کے بعد اس کا قابو میں آنا مشکل ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے بچوں کو نمازی بنانا مشکل ہوجاتا ہے۔

غلط صحبت سے استعداد کمزور ہوتی ہے

بلوغت کے بعد جب انسان اللہ تعالی کے احکام کا مکلّف ہوجاتا ہے تو پھر وہ دو طریقہ کی زندگی گزارتا ہے ایک طریقہ اللہ تعالی کی شریعت کے مطابق ہر قول وفعل اور معاملہ میں اللہ کے حکم پر عمل کرنا ہے، اس صورت میں اس کی یہ فطری استعداد باقی رہتی ہے اور اس میں مزید پختگی آجاتی ہے اور اللہ نہ کرے اگر اس کو ایسا ماحول مل جائے جو شریعت کے خلاف ہو، وہ ایسے لوگوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگے جو اللہ کو نہیں مانتے یا اللہ تعالی کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور یہ شخص ان کی صحبت کی وجہ سے انہیں کی روش پر چل پڑتا ہے تو پھر اس کی استعداد بگڑ جاتی ہے اور کمزور ہونا شروع

(۱) سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۴۹۵

ہوجاتی ہے، چنانچہ حدیث میں فرمایا گیا:

"ما من مولود إلا يولد على الفطرة،

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے''

اللہ نے اس میں خیر اور اچھائی کو قبول کرنے کی مکمل استعداد رکھی ہے، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر انسان میں یہ ملکہ اور صفت موجود ہے تو ہر شخص کو مسلمان اور نیک ہونا چاہیئے ،مگر آس پاس کے ماحول میں اس کے خلاف نظر آتا ہے ، بہت بڑی تعداد ہے جو اللہ کا انکار کرتی ہے ،اور ماننے والے بھی گناہوں اور نافرمانیوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ،تو آگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" فأبواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه

پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی ،نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں''

اس سے معلوم ہوا کہ بری صحبت اللہ کی عطا کی ہوئی ''استعداد'' کو خراب کر دیتی ہے، یہ ماں باپ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کے ماں باپ یہودی ہیں تو یہ بچہ ان کی وجہ سے یہودی ہو جاتا ہے اور اگر کسی کے ماں باپ مجوسی (آگ کی پوجا کرنے والے) ہیں تو ان کے ساتھ رہتے رہتے اس کے اندر مجوسیت کے اثرات آجاتے ہیں اور یہ بھی بڑے ہو کر آگ کی پوجا کرنے لگتا ہے اور اسی طرح ماں باپ کے ساتھ رہ کر نصرانی بن جاتا ہے اللہ تعالی نے تو ہمیں بالکل سچا پکا مسلمان پیدا کیا تھا،لیکن صحبت کے نتیجہ میں ہماری طبیعت بگڑ گئی ،چنانچہ بالغ ہونے کے بعد اگر یہ توبہ نہیں کرتا اللہ تعالی کے احکام کے مطابق زندگی نہیں گزارتا تو یہ استعداد گناہوں کے ساتھ کمزور ہونے لگتی ہے۔

مثال

اس بات کو مثال سے سمجھو! آپ نے موبائل کو چارجنگ پر لگا کر سو(۱۰۰) فیصد چارج کر لیا، اب اس میں ایسی صلاحیت اور استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ آپ جب آن کرنا

چاہیں،آن ہوجاتا ہے اور جب آف کرنا چاہیں ،آف ہوجاتا ہے،لیکن آپ موبائل استعمال کرتے رہواور اس کو چارج نہ کرو،تو اس کی بیٹری کی استعداد گھٹتی جاتی ہے اور کمزور ہوتی جاتی ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ موبائل کی بیٹری زیرو ہوجاتی ہے اور وہ بند ہوجاتا ہے اب موبائل بغیر چارج کئے آن نہیں ہوتا۔

قرآنی مثال

یہی مثال ہے انسان کے فطرت سلیمہ کی کہ انسان کے غلط اور شریعت کے مخالف ماحول میں مسلسل رہنے کی وجہ سے اس کی صلاحیت اور استعداد مسلسل گھٹتی رہتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ استعداد ختم ہوجاتی ہے اور اس میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت بالکل ختم ہوجاتی ہے قرآن کریم میں ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۱)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اپنالیا ہے ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے"

مفسرین کے مطابق یہ آیت نے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے: اے محمد! تم ان لوگوں کو کتنا ہی سمجھا بجھا لو، ان کو جنت وجہنم سے کتنا بھی ڈرا دھمکا لو اور کسی بھی الفاظ کے ساتھ ان کو دعوت دے دو "لا یؤ منون" اب یہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہونگے، یہ کفر کی حالت میں ہی مر جائیں گے؛ کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول اور قرآن کی مخالفت کر کے اور اللہ تعالی کو برا بھلا کہ کر انکار کی اس آخری حد کو پہونچ گئے ہیں کہ انہوں نے فطرت اسلام (خیر کو قبول کرنے کی طاقت و استعداد) کو ہی اپنے ہاتھوں سے ختم

(۱) البقرۃ:۶

کرلیا ہے، یہ کافروں کا معاملہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی اس مثال کو پیش کر کے صرف اتنا سمجھانا مقصود ہے کہ گناہوں اور نافرمانیوں سے اللہ کی عطاء کی ہوئی استعداد کمزور ہوتی ہے،حتی کہ انکار خداوندی جب اپنی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے تو یہ استعداد مکمل ختم ہو جاتی ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اہل اسلام کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ تو نہیں ہے،لیکن آیت کی روشنی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ فطری استعداد کمزور ضرور ہو جاتی ہے، اللہ تعالی نے ہمارے اندر اچھائی کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہے،لیکن اچھے برے لوگوں کے درمیان میں رہ کر ہمارے اندر مختلف بیماریاں آ گئیں ہیں،ایمان میں جو مضبوطی مطلوب تھی وہ کمزور ہوگئی ،اللہ تعالی ،اس کے احکام اور اس کی شریعت سے جو محبت اور تعلق ایک کامل مسلمان کو ہونا چاہئے وہ اب نہیں رہا؛ کیونکہ ہماری استعداد کمزور ہوگئی ہے۔

مسلمانوں کا ایک طبقہ اس لئے اسلام پر قائم ہے کہ وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے، ورنہ اللہ معاف فرمائیں ذرا سا اس ماحول سے الگ ہوئے اور کفر وضلالت کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں، آئے دن خبریں آتی رہتی ہیں کہ اتنی لڑکیاں مرتد ہوگئیں، حقیقتاً یہ مرتد اس وجہ سے ہوئی ہیں کہ انہوں نے غلط صحبت میں پڑکر اپنی فطری استعداد کو کمزور کر لیا۔

فطری استعدا مضبوط کرنے کا موقع

ان سب کے باوجود اللہ تعالی بڑا رحیم وکریم ہے، رب کریم اپنے گناہ گار بندوں کو بھی اس حالت میں تنہا نہیں چھوڑتے ، ان کو بہانے بہانے سے اپنی اصلاح کے مواقع عطا فرماتے ہیں کہ ان نیک کاموں کو کر کے اپنی کمزور استعداد کو درست کرلیں ، انہی مواقع میں سے ایک موقع حج کا موقع ہے، میں آگے ذکر کروں گا کہ حج سے دنیوی اور اخروی فائدے حاصل ہوتے ہیں، حج مقبول سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، فطری استعداد پھر سے قوی ہو جاتی ہے گویا کہ وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

حج کی فرضیت

قرآن کریم میں حج کی فرضیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعالَمِينَ(۱)

ترجمہ: اورلوگوں میں سے جولوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج فرض ہونے کے لئے مقدار نصاب کا مالک ہونا ضروری نہیں، بلکہ اتنا مال ہونا چاہئے جس سے اپنے گھر سے بیت اللہ تک آنے جانے کا خرچ اور استطاعت حاصل ہو جائے، حج کی استطاعت کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں:

۱۔اس کے پاس اتنے پیسے ہونے چاہئیں کہ وہ سواری کا انتظام کر کے بیت اللہ تک جا سکے۔

۲۔مکہ مکرمہ میں جتنی مدت رہے گا اس کے رہنے کے اخراجات، کھانے پینے کے اخراجات، راستے کے اخراجات اس کے پاس ہونے چاہئیں۔

۳۔اور تیسری بات جو فقہاء نے اس میں بیان کی ہے کہ جن اہل وعیال کو اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے، ان کا خرچ بھی اس کے پاس ہونا چاہئے۔(۲)

یہ تین چیزیں اگر کسی انسان کو میسر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر حج فرض ہے

(۱) آل عمران:۹۷

(۲) الحج واجبٌ على الأحرار البالغين العقلاء الأصحاء إذا قدروا على الزاد والراحلة، فاضلاً عن مسكنه وما لا بد منه، وعن نفقة عياله إلى حين عوده، وكان الطريق آمناً، ويعتبر فى المرأة أن يكون لها محرمٌ(اللباب شرح الكتاب: ۱۷۸/۱ مطبوعة:الكتبة العلمية،بيروت)

اورآ ج کل حج کے لئے حکومت پیکج تیار کرتی ہے،پیکج کے حساب سے اگر کسی کے پاس پیسے ہیں تو اس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔

اب یہاں پر تھوڑا سا باریک مسئلہ سمجھ لیجئے ! ایک آدمی کہتا ہے کہ حج چار لاکھ روپے میں ہوتا ہے اور میرے پاس چار نہیں ،ایک لاکھ روپے ہیں،تو ہم اس سے سوال کریں گے کہ تیرے گھر میں زیور کتنا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس تین لاکھ کا سونا ہے تو اس زیور کو ایک لاکھ کی رقم کے ساتھ جوڑا جائے گا ،ان کے علاوہ مال تجارت کو بھی ملایا جائے گا،اگر سب کی قیمت مل کر حج پیکج کے برابر ہوجائے تو حج فرض ہوگا۔

حج مبرور کا ثواب

اگر حج کی ادائیگی شریعت کے مطابق ہو،مثلا حدیث میں ہے جو حج میں اپنی اہلیہ سے آشنائی کی باتیں نہ کرے اور گناہوں سے بچتا رہے تو اس کا انعام یہ ہے کہ وہ اس طرح واپس آئے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”من اتی ھذالبیت فلم یرفث ولم یفسق رجع کما ولدته امه (۱)

جس نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا اور نہ ایام حج میں جماع کیا اور نہ گناہ کے کام کئے ،تو وہ اس طرح واپس آئے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے“۔

اس روایت میں مقبول ومبرور حج کا جو انعام ذکر کیا گیا ہے، درحقیقت یہ اشارہ ہے کہ اس شخص نے اپنے برے اعمال کی بدولت اللہ کی عطاء کی ہوئی فطری استعداد اور صلاحیت کو کمزور کرلیا تھا،اس مقبول حج کی برکت سے اس کو دوبارہ قوت نصیب ہوجائے گی ،اس حدیث میں صاف وعدہ ہے کہ جب انسان شریعت کی منشاء کے مطابق حج کر کے

(۱) عن ابی ھریرةؓ ،مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۵۰

واپس آئے گا،تو پھر ہم اس کوایسا کورا بنا دیں گےاوراس کی استعداد کواتنا ہی طاقتور بنا دیں گے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو،انسان کے لئے حج کرنا یہ اس کے لئے نئی پیدائش ہے، اس کے نامہ اعمال کو گناہوں سے پاک کردیا جاتا ہے اور اس نے اپنے گناہوں کی وجہ سے جس فطری استعداد کو ختم کیا تھا،اللہ تعالی اس کو واپس کردیتا ہے۔

حج کو مؤخر کرنا سخت گناہ ہے

جب کسی انسان پر حج فرض ہوجاتا ہے،تو بغیر کسی عذر شرعی کے حج کو مؤخر کرنا سخت گناہ ہے،کوشش ہونی چاہئے کہ استطاعت کے بعد فوراً اس فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہوجائے،زندگی کا کچھ پتہ نہیں،کب ختم ہوجائے؟اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"تعجلواالخروج الی مکة فان احدکم لا یدری ما یعرض له من مرض او حاجة"(۱)

ترجمہ: مکہ کی طرف نکلنے(یعنی حج کرنے)میں جلدی کرو؛اس لئے تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ بعد میں کوئی مرض یا کوئی اور ضرورت پیش آجائے"

حج نہ کرنے پر وعید

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے کے لئے جوالفاظ استعمال کئے ہیں،وہ بڑے خطرناک ہیں،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من ملك زادا وراحلة تبلغه إلى بيت الله ولم يحج فلا عليه أن يموت يهوديا،أو نصرانيا(۲)

جو شخص حج کے زادِراہ (راستہ کے اخراجات)اور سواری پر قادر ہو، جو

(۱) کنز العمال،حدیث نمبر:۱۱۸۵۱
(۲) ترمذی،حدیث نمبر:۸۱۲

اسے بیت اللہ تک پہنچادے،اس کے باوجود حج نہ کرے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ یہودی ہوکرمرے یا عیسائی ہوکر''

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والا گویا ملت اسلام سے خارج ہے؛ کیونکہ حج اسلام کا ایک رکن ہے اور ارکان اسلام میں سے کسی بھی رکن کا چھوڑنا گویا ملت سے نکل جانا ہے،اس کی مثال حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو کافر فرمایا،ارشاد مبارک ہے:

" من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر [1]

جو جان بوجھ کر یعنی بغیر شرعی عذر کے نماز نہیں پڑھتا،اس نے یقیناً دین اسلام کا انکار کردیا''۔

اسی طرح حج فرض ہونے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر حج نہ کرنے والا ملت اسلام سے خارج ہے،یہ معمولی بات نہیں گویا اس کا استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کی وجہ سے اس کا شمار یہود ونصاریٰ کے ساتھ ہوگا یہ بہت خطرناک مسئلہ ہے،جب انسان کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال ودولت دے دیا اور اس کو کوئی شرعی عذر نہ ہوتو اس کو حج کرنا چاہئے۔

شرعی عذر کی وجہ سے حج میں تاخیر

ہاں! اگر کسی کو شرعی عذر پیش آجائے تو حج کو مؤخر کیا جاسکتا ہے،اس تاخیر میں اس کو گناہ نہیں ہوگا،مثلاً:

اس کے پاس پیسہ ہے لیکن وہ بیمار اتنا ہے کہ وہ سفر نہیں کرسکتا،تو وہ تاخیر میں گناہ گار نہیں ہوگا۔[2]

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح ۲۵۸/۶

(۲) (قوله وكذا صحة الجوارح) حتى إن المقعد والزمن والمفلوج ومقطوع الرجلين لا يجب عليهم الإحجاج إذا ملكوا الزاد والراحلة، ولا الإيصاء به في المرض، وكذا الشيخ الذى لا يثبت على الراحلة: يعنى إذا لم يسبق =

اس کے پاس پیسہ ہے اور صحیح سالم ہے، لیکن قرعہ اندازی میں اس کا نام نہیں آیا تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۲)

اس کے پاس پیسہ ہے، صحیح سالم ہے اور قرعہ اندازی میں بھی اس کا نام آیا ہے، لیکن بعد میں کوئی قانونی پیچیدگی ایسی آ گئی کہ وہ حج کے لئے نہیں جاسکتا، تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۳)

لیکن یہ صحت مند بھی ہے، اس کے پاس پیسے بھی ہیں، قرعہ اندازی میں بھی اس کا نام آ گیا اور کوئی قانونی پیچیدگی بھی نہیں آئی، اس کے باوجود یہ حج نہیں کرتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بات ارشاد فرمادی کہ ''اس کو اختیار ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر''

عذر کیا ہے؟

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ شرعی عذر کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش ہے ،لیکن معاشرہ میں لوگوں نے اپنی اختراعی پریشانیوں کو عذر سمجھ لیا ہے، اس کی وجہ سے حج میں تاخیر کرتے رہتے ہیں، حالانکہ شریعت ان اختراعی پریشانیوں کو عذر نہیں سمجھتی ان میں سے چند کی وضاحت ضروری ہے، مثال کے طور پر ہمارے معاشرہ میں لوگوں کا عام خیال ہے کہ تمام ذمہ داریوں سے فارغ ہو کر بوڑھاپے میں حج کریں گے

= الوجوب بحالة الشيخوخة بأن لم يملك ما يوصله إلا بعدها، وكذا المريض لأنه بدل الحج بالبدن، وإذا لم يجب المبدل لا يجب البدل(فتح القدير،كتاب الحج:٢/٤١٥ مطبوعة:دارالفكر،بيروت)

(٢)(٣) ان المقعد والزمن والمريض والمحبوس والخائف من السلطان الذى يمنع الناس من الخروج إلى الحج لا يجب عليهم الحج بأنفسهم لأنها عبادة بدنية، ولا بد من القدرة بصحة البدن وزوال الموانع حتى تتوجه عليهم التكاليف(فتح القدير،كتاب الحج:٢/٤١٥ مطبوعة:دارالفكر،بيروت)

حج جوانی کی عبادت ہے

میرے بھائیوں! حج جوانی کی عبادت ہے، بڑھاپے میں ذوق وشوق سے اور نشاط کے ساتھ ادا کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے حج کی عبادت کو مشقت کی عبادت بنایا ہے، یہ عاشقانہ عبادت ہے، اس میں عشق وجنون مطلوب ہے، اس میں آدمی کو پیدل بھی چلنا پڑتا ہے، بڑے بڑے فاصلے طے کرنے پڑتے ہیں ہجوم سے بھی سابقہ پیش آتا ہے اور انسان کتنا بھی سہولت اور آرام کے ذرائع پیدا کرلے اور کتنا ہی پیسہ خرچ کرلے، لیکن حج مشقت سے خالی کبھی نہیں ہوگا جب منی سے عرفات جاتے ہیں اور عرفات سے مزدلفہ آتے ہیں، پھر صبح کو منی جاتے ہیں، ۲۵/لاکھ کا مجمع دس بارہ میل کے اندرادل بدل ہوتا رہتا ہے، اس موقع پر گاڑیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن جب قافلے روانہ ہوتے ہیں تو اکثر ٹریفک جام ہو جاتا ہے تو ہمارے ایک دوست کہا کرتے ہیں:

''یہاں نہ بس چلتی ہے نہ بس چلتا ہے''۔

وہاں اللہ تعالی ہر انسان کو اس کی حیثیت دکھاتا ہے، مشقت اٹھانی پڑتی ہے، جوانی میں انسان ذوق وشوق اور جذبہ سے حج کرسکتا ہے اور جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو وہ دوسروں کا محتاج ہوجاتا ہے ان مشقتوں کو برداشت نہیں کرسکتا۔

جو بوڑھے میاں بیوی حج کرنے جاتے ہیں، مجھے کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ عام طور پر بڑی تعداد کا حج ہی نہیں ہوتا، وہ چل ہی نہیں پاتے، عرفات سے منی نہیں پہونچ پاتے، وقت پر مزدلفہ نہیں پہونچ پاتے اور پھر منی سے ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ میں طواف زیارت کے لئے مکہ جانا پڑتا ہے، وہاں سے اتنا پیدل چلنا پڑتا ہے کہ بوڑھوں کے بس کی بات نہیں، لوگ اپنے خیموں میں جاکر پڑجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے طواف زیارت کرلیا، حالانکہ انہوں نے طواف زیارت کیا ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کا حج ہی نہیں ہوتا۔

تو میرے بھائیوں! یہ حج بڑھاپے کا نہیں، جوانی کا سودا ہے، یہ عشق وجنون کا سفر ہے، پھر یہ عذر کرنا کہ جب آخری عمر ہوگی تب حج کرنے جائیں گے، بالکل غلط ہے، حج کا

زمانہ اور حج کی عمر جوانی کی عمر ہے۔

بچوں کی شادی کی وجہ سے حج مؤخر کرنا

دوسرا ایک عذر ہمارے معاشرے میں یہ پیش کیا جاتا ہے، ابھی میری بیٹیاں اور بیٹے جوان ہیں پہلے ان کی شادیاں کرلوں پھر حج کرنے جاؤنگا۔

اللہ کے بندوں! جس طرح ہمارے معاشرے میں شادیوں کا رواج ہوگیا ہے اورلڑکیوں کو بڑے بڑے جہیز دیئے جاتے ہیں اورلڑکوں کے نکاح میں بڑے بڑے ولیمے کئے جاتے ہیں، اللہ تعالی نے ہمیں اس کا مکلّف نہیں بنایا ہے، بچوں کی شادی کی وجہ سے حج سے رکنا یہ اللہ تعالی کے یہاں کوئی عذر نہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے گناہ میں کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی۔ [(۱)]

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہیز ایک لعنت ہے اور یہ تبھی ختم ہوسکتا ہے جب لڑکے والے ہمت کریں اورلڑکی والوں سے کھل کر کہہ دیں کہ ہمیں صرف لڑکی چاہیئے ہمیں جہیز نہیں چاہیئے، اسی طرح ہمارے معاشرے میں ہزاروں ہزاروں لوگوں کا ولیمہ ہوتا ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ولیمہ میں نمونہ پیش کردیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو چار سو روپے میں بھی ولیمہ ہوسکتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا تو آپ نے اپنے کمرے میں ایک چمڑے کا دسترخوان بچھایا اورلوگوں سے فرمایا:

"من كان عنده شيئا فليجي به [(۲)]

تمہارے پاس جو چیز ہو، لے آؤ"

کوئی صحابی کھجور لے کر آیا، کوئی صحابی ستو لے کر آیا اور سب نے اللہ کے رسول

---

(۱) فتاوی محمودیہ ۲۹۱/۱۰

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۳٦۴

صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر رکھ کر کھالیا، یہی ولیمہ ہوگیا(۱) تو بیٹے اور بیٹیوں کی شادی میں جو بڑی بڑی رقمیں خرچ کی جاتی ہیں اور بیٹے کے ولیمے میں ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے، شریعت نے بندوں کو اس طرح کے خرچوں کا حکم نہیں دیا ہے، اس لئے اس کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنا اور حج نہ کرنا یہ سخت گناہ ہے۔

مکان بنانے کی وجہ سے حج میں تاخیر کرنا

کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ پہلے بچوں کے لئے مکان بنالوں پھر حج کرنے جاؤنگا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا تم نے اللہ سے معاہدہ کر رکھا ہے کہ مجھے موت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک میرا مکان نہ بن جائے، پتہ نہیں مکان کب بنے گا اور ہماری زندگی کب تک ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ مکان کے اندر لاکھوں اور کروڑوں روپے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے کہ اس وجہ سے حج کو مؤخر کیا جائے بلکہ اس کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنا بھی گناہ ہے۔ (۲)

---

(۱) حضور انور نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سفر کی حالت میں کیا تھا، چنانچہ خیبر سے مدینہ منورہ واپس ہوتے ہوئے خیبر سے ایک برید کے فاصلہ پر واقع مقام صہبا میں داخل ہوئے تو وہاں پڑاؤ کیا، حضرت انس ﷺ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ام المومنین کے بالوں میں کنگھا کیا، خوشبو لگایا اور بنا سنوار کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہونچا دیا، رات گزار لینے کے بعد دوسرے دان ولیمہ ہوا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا گیا، اور آپ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے، اسے لے کر آجائے، اس اعلان پر کوئی کھجور لایا اور کوئی گھی، کوئی پنیر اور کوئی ستو، سب ملا کر کھالیا گیا، بس یہی سرور عالم ﷺ کے نکاح کا ولیمہ تھا۔ (بخاری، حدیث نمبر:۳۶۴)

(۲) فتاوی رحیمیہ: ۴/۳۷امطبوعہ: مکتبہ الاحسان، دیوبند)

والدین کی وجہ سے حج میں تاخیر کرنا

بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ میں حج کیسے کرلوں، ابھی میرے ماں باپ نے حج نہیں کیا، اس مسئلہ میں صاف بات سمجھ لیجئے! حج اس بالغ انسان پر فرض ہوتا ہے جو مکہ مکرمہ آنے جانے کا خرچ رکھتا ہو جیسے میں نے شروع میں بیان کیا، بالغ شخص اپنے مال و دولت کا خود مالک ہوتا ہے، اس کو اپنے مال ودولت میں تصرف کرنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے، اسی مال کی بنیاد پر مالی عبادات اس شخص پر واجب ہوتی ہیں، چنانچہ اگر اللہ تعالی نے کسی نوجوان کو اتنا پیسہ عطا فرمایا ہے کہ یہ بیت اللہ کی زیارت کر کے اپنے گھر واپس آ سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے، والدین کی وجہ سے حج مؤخر نہیں کیا جا سکتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر باپ نماز نہ پڑھے تو بیٹے سے نماز ساقط نہیں ہوسکتی جس طرح باپ کے اوپر نماز فرض ہے اسی طرح بیٹے پر نماز فرض ہے، تو اگر والدین کے پاس حج کے لائق پیسہ ہے تو ان پر بھی حج فرض ہے، بیٹے کے پاس اتنا مال ودولت ہے تو اس پر بھی حج فرض ہے اور دونوں کو حج ادا کرنا چاہئے۔ (۱)

کبھی صورت ایسی ہوتی ہے کہ باپ کے پاس کوئی مال ودولت نہیں اور اسی طرح ماں کے پاس بھی کچھ نہیں، صرف بیٹے کے پاس مال ودولت ہے ایسی صورت میں بیٹے کے اوپر حج فرض ہوگا، ماں باپ پر نہیں اگر یہ بیٹا ماں باپ کو چھوڑ کر حج کرنے کے لئے جاتا ہے، تو یہ بیٹا گناہ گار نہیں ہوگا۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ جب تک ماں باپ حج نہ کرلیں اولاد حج نہیں کرسکتی، اللہ تعالی جس کو اتنا مال ودولت عطا فرمائیں کہ وہ حج کو جاسکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے اگر ماں باپ کے پاس اتنا مال ودولت ہے تو ان پر حج فرض ہے اگر ان کے پاس اتنا مال ودولت نہیں ہے تو اس لڑکے پر حج فرض ہے، اگر اللہ تعالی اس کو اتنا مال ودولت عطا فرمادیں کہ یہ اپنے ماں باپ کو حج کرائے تو بہت اچھی بات ہے لیکن اس کی وجہ سے اپنے حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۲۷/۴، مطبوعہ: مکتبۃ الاحسان، دیوبند

والدین کو حج کرانے کا ثواب

اگر کسی شخص کے پاس اتنی مالی وسعت ہے کہ وہ والدین کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے جاسکتا ہے تو والدین کو اپنے ساتھ لے جائے اور فی الحال اتنی وسعت نہ ہو تو خود حج پر چلا جائے ،بعد میں والدین کے حج کی کوشش بھی جاری رکھے؛ کیونکہ والدین کو حج کروانا بڑی سعادت اور خدمت کی بات ہے،حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

> ''جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے (ان کے انتقال کے بعد) حج کیا یا ان کا فرض ادا کیا تو وہ قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا''(۱)

دوسری روایت میں حضرت جابر بن عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بیان فرماتے ہیں:

> ''ایسے شخص کو دس حج کا ثواب ملے گا''(۲)

ان روایات میں والدین کے انتقال کے بعد ان کی طرف سے حج بدل کرانے کا ثواب بیان کیا گیا ہے،غور فرمائیں والدین کی زندگی میں ان کو حج کرانے کا کیا ثواب ہوگا؟۔

حج کے دنیاوی فائدے

اب تک جو باتیں احقر نے بیان کی ہیں،ان میں غور فرمائیں کہ لوگ ایسی اختراعی پریشانیوں کو عذر کیوں سمجھتے ہیں؟ درحقیقت اس کے پیچھے مالی بحران کا ڈر ہے کہ میں حج کروں گا تو سارے پیسے خرچ ہو جائیں گے،پھر کیسے میرے بچوں کی شادی ہوگی؟ اور کیسے میرا مکان بنے گا؟ دراصل یہ ڈر اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو حج کے منافع معلوم نہیں ہیں،قرآن نے فرمایا:

> "وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّ عَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ،لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُم (۳)

---

(۱) دار قطنی ،حدیث نمبر:۲۶۰۸
(۲) دار قطنی ،حدیث نمبر:۲۶۱۰
(۳) الحج:۲۷،۲۸

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں (جو لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں؛ تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں''

حج وعمرہ کا اصل مقصد تو دینی اور اخروی فائدے حاصل کرنا ہے کہ اللہ تعالی راضی ہو جائے اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات نصیب ہو جائیں،لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج سے دنیوی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں جس کسی کو بھی حج کی یہ برکتیں اور فائدے دیکھنے ہیں ان کو حج کرنا چاہیے ،حج کرنے کے بعد انشاءاللہ یہ برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھے گا''لیشھدوا منافع لھم'' اللہ تعالی نے حج میں ہزاروں فائدے اور منفعتیں رکھی ہیں ان کو بیان کرنا اور سمیٹنا مشکل ہے اور اس کی رحمتوں اور برکتوں میں سے ایک فائدہ انسان کے مال میں وسعت ہونا ہے،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تابعوا بين الحج والعمرة، فإنهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد، والذهب، والفضة، وليس للحجة المبرورة ثواب إلا الجنة"(۱)

حج اور عمرہ ایک کے بعد دوسرے کو ادا کرو اس لیے کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے،سونے اور چاندی کے میل کو مٹا دیتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے''۔

اس دنیا میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کوئی آدمی حج کر کے غریب ہو گیا ہو، بلکہ لوگوں کا بھی یہی تجربہ ہے جو حج کرتے ہیں،اللہ تعالی ان کے لئے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ بیٹی کی شادی کے لئے پیسہ

(۱) ترمذی،حدیث نمبر:۸۱۰

کہاں سے آئے گا،لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مکان بنانے کے لئے پیسہ کہاں سے آئے گا،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر اطمنان کرو،قرآن کریم کے فرمان پر اعتماد کرو۔

آج کل حج کی درخواست کا زمانہ ہے صاحب استطاعت پر حج کی درخواست دیناواجب ہے،وہ درخواست لگائیں!اگر درخواست قبول ہوجائے تو بہت اچھی بات ہے اور اگر قبول نہ ہوتو آپ گناہ گار نہیں ہونگے۔

حج کی خواہش رکھنے والوں کے لئے مجرب نسخہ

آخری بات عرض کرتا ہوں کہ مسلمان کتنا بھی گیا گزرا کیوں نہ ہو، کتنے بھی اعمال اس کے خراب کیوں نہ ہوں،اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایک مرتبہ اللہ کے گھر میں حاضری دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کا دیدار کرے،ایسے لوگوں کے لئے ہمارے اکابرینؒ نے ایک نسخہ بتایا ہے وہ آزمائیں،امید ہے کہ حج نصیب ہوجائے، حج کی نیت سے گھر میں ایک ڈبہ بنالو!اس میں روزانہ دو روپے، چار روپے، پانچ روپے اور دس روپے جتنے بھی آپ کو میسر ہوں اس نیت سے ڈال دیں کہ انشاءاللہ حج کرنے کے لئے جاؤنگا۔

حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ (حضرت مفتی شفیع صاحب عثمانیؒ کے بڑے صاحبزادے)فرماتے ہیں کہ جب ان کے والد حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے جارہے تھے تو انہوں عرض کیا: اباجان! آپ حج پر جارہے ہیں، آپ میرے لئے دعا کردیں کہ مجھے بھی حج نصیب ہوجائے ،ابانے کہا: تم حج کرنا چاہتے ہو؟ بتاؤ اس کے لئے کیا کوشش کی ہے؟ کہنے لگے ابا! میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں، بلکہ تنہائی میں روتا ہوں، فرمایا: کوشش کرو، حج کی سعادت نصیب ہوجائے گی، پھر خود فرمایا: ایک ڈبہ بناؤ اور اس میں اس نیت سے پیسے ڈالو،فرماتے ہیں: میں نے اس پر عمل کیا اور الحمدللہ اسی سال حج کی سعادت حاصل ہوگئی، اللہ تعالی ہم سب کو حرمین میں حاضری کا شرف عطا فرمائیں اور جو کچھ کہا گیا ہے اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وآخر دعواناان الحمدلله رب العالمين

حج کا آسان طریقہ

حج کے تین طریقے ہیں: (۱)افراد (۲)تمتع (۳) قران

۱۔افراد یعنی میقات سے صرف حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

۲۔قران یعنی میقات سے عمرہ اور حج کا احرام ایک ساتھ باندھے اور ایک ہی سفر میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرے اور اسی احرام سے حج کرے۔

۳۔تمتع یعنی میقات سے اشہر حج (حج کے مہینوں) میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے، پھر احرام کھول دے، پھر موسم حج میں حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔

اکثر لوگ اس تیسری قسم کا سفر حج کرتے ہیں اور اس میں آسانی بھی ہے، لہذا اسی کا آسان طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

تمتع کا طریقہ

دہلی ایئر پورٹ پر غسل کرے، غسل کا انتظام نہ ہوتو وضو کرے اور تہبند باندھ کر ایک چادر سر پر اوڑھے، خوشبو لگائے، مگر کپڑے پر داغ نہ لگے اور دو رکعت نفل پڑھے، سلام کے بعد سر سے چادر ہٹا کر دل میں احرام کی نیت کرے اور زبان سے بھی کہے:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ العُمْرَةَ فيَسِّرْهَا لِي، وتَقَبَّلْهَا مِنِّي (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں عمرہ کا حرام باندھتا ہوں، پس تو اسے میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے اس کو قبول فرما"۔

پھر فوراً مرد زور سے اور عورت آہستہ تین بار تلبیہ پڑھے:

"لَبَّيْكَ اللهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ

(۱) مراقی الفلاح:۴۰۰

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ‘‘(۱)

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں بیشک سب تعریفیں تیرے لیے ہیں اور سب نعمتیں تیری دی ہوئی ہیں اور بادشاہت تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے‘‘۔

اب تم محرم بن گئے، تلبیہ کے بعد بالخصوص یہ دعا پڑھے:

’’اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ‘‘

تلبیہ کب تک پڑھے؟

اب طواف شروع کرنے تک تلبیہ کی کثرت رکھے، ہر نماز کے بعد اور اٹھتے بیٹھتے وقت کسی سے ملاقات کے وقت، تلبیہ پڑھے، بلندی پر چڑھتے وقت ’’لبیک‘‘ پکارے اور نیچے اُترے تب تلبیہ پڑھے، محظورات احرام سے بچے، سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے، سر اور منہ نہ ڈھانپے، موزہ نہ پہنے اور ایسے جوتے نہ پہنے جس سے ٹخنہ کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے، خوشبو نہ سونگھے نہ لگائے، جسم کے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

عورت کا احرام

عورت کے لیے سلے ہوئے کپڑے پہننے کی اور پاؤں ڈھانپنے کی اجازت ہے چہرہ نہ ڈھانپے اس طرح کپڑا منہ پر ڈالے کہ چہرہ کو نہ لگے، عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہی ہے، پردہ کی ضرورت ہو تو پنکھا ہاتھ میں رکھے جب غیر محرم کا سامنا ہو جائے تو پنکھے کو اپنے چہرے کے سامنے کر دے یا ہیڈ لگا کر کپڑا اس طرح ڈال لے کہ چہرہ پر نہ لگے۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ

مکہ معظّمہ میں داخل ہو تو یہ دعا کرے: اے پروردگار میں تیرا گنہگار بندہ ہوں،

---

(۱) مسلم، ۱/۳۷۵

میں تیرے فرض کی ادائیگی اور تیری رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں تو میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے اور میرا حج اپنی رضا کے مطابق کرادے، آمین۔

حرم شریف میں داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھے:

" بسم الله والصلوة والسلام على رسول الله، الهم اغفر لى ذنبى، وافتح لى أبواب رحمتك "(۱)

پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں داخل کرے۔

کعبہ کے دیدار کے وقت

جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو یہ دعا تین بار پڑھے:

"اللّٰهُ أَكبَرُ،اللّٰهُ أَكبَرُ،لَا إِلَهَ إِلَّااللّٰهُ، اللّٰهُ أَكبَرُ، اللّٰهُ أَكبَرُ، الْحَمْدُ لِلّٰه"

پھر تلبیہ پڑھے، اور درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اللَّهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا، وَبِرًّا وَمَهَابَةً، وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهُ وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ وَاعْتَمَرَهُ تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَبِرًّا وَمَهَابَةً" (۲)

طواف کا طریقہ

اگر فرض نماز کا وقت ہو اور جماعت کی تیاری ہو تو پہلے نماز پڑھے پھر طواف کرے، ورنہ جاتے ہی طواف کی تیاری کرے، اولاً "اضطباع" کرے یعنی اوڑھی ہوئی چادر کے سیدھے کنارہ کو داہنے ہاتھ کی بغل کے نیچے لے کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالے کہ داہنا کندھا کھلا رہے، پھر طواف شروع کرے، حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود اپنی سیدھی جہت پر رہے اور دل میں طواف کعبہ کی نیت کرے اور زبان سے بھی کہے:

" اللهم اِنّی اُرِیْدُ طوافَ بیتِكَ فَیَسِّرْہ لِی وتَقَبَّلْه مِنّی"

---

(۱) ترمذی ۱/۱۷

(۲) الدعاءللطبرانی ۳۶۸

حجر اسود کے سامنے جا کر کہے:

" بسمِ اللهِ لَا إلَهَ إلّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَر، اَللّٰهُمَّ إِيمَاناً وَتَصْدِيقاً بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم .(۱)

اللہ کے نام سے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! (میرا یہ عمل) آپ کی کتاب پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع میں ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے جس طرح نماز کے شروع کرتے وقت اٹھاتے ہیں، پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کے قریب آ کر اس کو اس طرح ادب سے بوسہ دے کہ منہ سے آواز نہ نکلے اگر اژدحام ہو تو دونوں ہاتھ یا داہنا ہاتھ رکھ کر اس کو چومے یا ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو چومے پھر نیچی نظر سے اپنی داہنی طرف چل کر سات شوط (چکر) لگائے، ہو سکے تو ہر شوط (چکر) پر حجر اسود کو بوسہ دے، مرد پہلے تین شوط میں رمل کرے، یعنی کندھے ہلائے، سینہ تان کر چھوٹے چھوٹے قدم سے جلدی جلدی چلے جس طرح ایک بہادر مجاہد فوجی مقابلہ کے لئے نکلتا ہے، حالت طواف میں دعا یاد ہو تو پڑھے، ورنہ

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذابَ النّارِ"

پڑھتا رہے، رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان بالخصوص یہی دعا پڑھے۔

حجر اسود کے پاس پہنچ کر ہو سکے تو بوسہ دے یہ ایک شوط ہوا، اسی طرح دوسرے چھ شوط (چکر) لگائے تو ایک طواف پورا ہوگا، پھر حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دے ورنہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ سے اشارہ کر کے اس کو چومے، احرام کی چادر سے کندھے کو چھپائے، پھر مقام ابراہیم کے پیچھے قریب میں جہاں جگہ ملے مکروہ وقت نہ ہو تو طواف کے بعد کی دو رکعت پڑھے اور وقت مکروہ ہو تو دعا پر اکتفا کرے (اور نماز وقت مکروہ گزرنے کے بعد ادا کرے) پھر زمزم پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئے، ہر سانس پر یہ دعا پڑھے:

(۱) کتاب الدعا للطبرانی: ۲۷۰

''اللّٰهم اِنّی أَسـألُكَ عِلـمًـانَـافِعًـا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ''(۱)

اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور رزق واسع اور ہر مرض سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

پھر حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے بیچ کے حصہ ''ملتزم'' کو چمٹ جائے ،اپنا سینہ اور داہنے رخسار کو چمٹا کر خدا کے حضور میں رو رو کر خوب متوجہ ہو کر دعا مانگے۔

سعی کا طریقہ

پھر حجر اسود کو چوم کر باب الصفا کی جانب سے نکل کر سعی کرے، صفا پہاڑ سے شروع کرے اور مروہ کی طرف جائے بیچ میں دوڑنے کی جگہ پر دوڑے (عورت نہ دوڑے) پھر مروہ سے صفا کی طرف جائے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے، یہ دو چکر ہوئے ایسے سات چکر ختم کرکے دعا مانگے اور بال کٹائے ،احرام کھول ڈالے،سعی کے وقت کہاں کہاں کونسی دعا مانگنی ہے وہ کتاب میں دیکھ کر یاد کر لینی چاہئے اگر یاد نہ ہو سکیں تو ان کا ترجمہ کو ہی اپنی زبان میں دہراتا رہے۔

حج کرنے کا طریقہ

جس طرح عمرہ کا احرام باندھا تھا اسی طرح آٹھویں ذی الحجہ کو صبح میں اشراق کے بعد حج کا احرام باندھے (بجائے عمرہ کے حج کی نیت کرے) پھر منی پہنچنے کی کوشش کرے، آٹھویں کی ظہر سے نویں کی فجر تک پانچ نمازیں منی میں پڑھے،نماز کے وقت کے علاوہ میں ذکر و تلاوت میں مشغول رہے،نویں کی طلوع آفتاب کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو جائے اور ''لبیک'' جاری رکھے،عرفات پہنچنے پر تھوڑا آرام کر کے زوال ہوتے ہی غسل کرے،غسل کا وقت نہ ہو تو وضو بھی کافی ہے پھر مسجد عرفات (مسجد نمرہ) میں امام کے پیچھے ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرے، پہلے اذان ہو

---

(۱) مصنف لعبد الرزاق،حدیث نمبر:۹۱۱۲

گی پھر خطبہ پڑھا جائے گا پھر اقامت کہہ کر ظہر با جماعت ادا کی جائے گی پھر سنت ونوافل پڑھے بغیر، اسی وقت دوسری اقامت کہہ کر نماز عصر با جماعت پڑھی جائے گی۔

یادرہے یہ حکم ان حجاج کے لئے ہے جو امام کے ساتھ ظہر وعصر ادا کریں اور جن کو امام کے ساتھ پڑھنے کا موقع نہ ملے وہ تنہا پڑھے یا جماعت کر کے تو ظہر کو اس کے وقت میں اور عصر کو اس کے وقت میں ادا کرے عصر کو ظہر کے وقت میں نہ پڑھے اس کا خیال رہے۔

نماز کے وقت کے علاوہ میں دعا، استغفار، آہ وبکا، گریہ وزاری میں مشغول رہے ، ہو سکے تو ''لبیک'' پکارتے ہوئے جبل رحمت کے قریب وقوف کے لئے جائے اور قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کرے اور سو(۱۰۰) بار لا إِلَـهَ إِلَّا اللَّـهُ وَحْدَهُ لَا شَـرِيكَ لَـهُ،لَـهُ الْـمُـلْكُ،وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سو(۱۰۰) بار" قل هو الله احد" سو (۱۰۰) مرتبہ درود ابراہیم پڑھے، اس کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اولاد، بہن بھائی، خویش واقارب، دوست واحباب اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتا رہے یہ دن نہایت ہی مبارک اور مقدس ہے ایک منٹ بھی لایعنی باتوں میں صرف نہیں ہونا چاہئے۔

غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے، عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے نکلے گا تو گنہگار ہوگا اور دم دینا ہوگا، مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں ایک اذان واقامت کے ساتھ پڑھے، اذان واقامت کہہ کر مغرب پڑھے پھر سنت پڑھے بغیر اور بلا اذان واقامت کے عشاء پڑھے، عشاء کے بعد مغرب وعشاء کی سنتیں اور وتر پڑھے، یہ رات حجاج کے لئے شب قدر سے افضل ہے۔

ذکر اللہ، تلاوت، درود، دعا واستغفار میں مشغول رہے اگر آرام کرنا ہو تو آرام کرنے کے بعد تہجد پڑھ کر دعا واستغفار اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہے، فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھے، اس کے بعد جبل قزح یا اس کے قریب آکر وقوف کرے اور تلبیہ ،تکبیر، تہلیل، دعا، واستغفار اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہے، وہاں نہ پہنچ سکے تو اپنی جگہ پر

پڑھے۔

جب طلوع آفتاب کا وقت ہو تو منی کے لئے روانہ ہو جائے ’’رمی‘‘ کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے لے لے،منی پہنچ کر’’جمرہ عقبہ‘‘ پر سات کنکری مارے، پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ بند کردے، ہر کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھے:

’’ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ،رَغْمًالِلشَّيْطَانِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًاوَسَعْيًامَشْكُورًا، (۱)

اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کو خوش کرنے کے لئے ،اے اللہ اسے حج مقبول بنادیجئے اور گناہ معاف فرمادیجئے اور محنت قبول فرمالیجئے‘‘۔

دسویں ذی الحجہ کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارھویں کی صبح صادق تک ہے لیکن وقت مسنون طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک ہے (عورت اور کمزور کے لئے طلوع سے قبل رمی مکروہ نہیں ہے)زوال سے غروب تک مباح اور غروب سے صبح صادق تک مکروہ ہے،لیکن عورت بوڑھیا ضعیفہ کے لئے مکروہ نہیں اگر گیارھویں کی صبح تک رمی نہ کی تو قضا کے ساتھ دم بھی لازم ہے، رمی کے بعد ذبح کرے، پھر حلق کرائے (یعنی سر کے بال منڈوائے)یا کٹائے۔

اب احرام ختم ہوگیا (مگر طواف زیارت سے پہلے عورت حلال نہیں یعنی جماع جائز نہیں)اس کے بعد مکہ معظّمہ (زاد هاالله شرفاً و كرامة)پہونچ کر طواف زیارت کرے یہ بہتر ہے،اگر چہ اس کا وقت بارھویں کے غروب تک ہے اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے طواف سے فارغ ہوکر رات منی میں گزارے۔

گیارھویں بارھویں کے زوال کے بعد تینوں جمرہ کی رمی واجب ہے، پہلے جمرہ اولی کی پھر جمرہ وسطی کی ،اس کے بعد جمرہ عقبہ کی۔

(۱) الدعاء للطبرانی:۲۷۶

تنبیہ

گیارھویں اور دسویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، زوال سے پہلے نا جائز ہے، کرے تو معتبر نہیں، عورت، بوڑھے، مریض وغیرہ کے لئے مغرب کے بعد کا وقت مکروہ نہیں۔

بارھویں کو مکہ معظّمہ میں جانا ہو تو زوال کے بعد رمی سے فارغ ہو کر مغرب سے پہلے ہی روانہ ہو جائے، اچھا یہ ہے کہ تیرھویں کو بعد الزوال رمی سے فارغ ہو کر جائے،

حج کے بعد مکہ معظّمہ میں اپنے اور اپنے والدین وغیرہ کے لئے عمرہ اور طواف کرتا رہے، ان کا بڑا ثواب ہے۔

روانگی کے وقت

روانگی کے وقت طواف وداع کر کے دو رکعت ادا کرے، آب زمزم خوب سیرابی سے پیئے، ملتزم کو لپٹ کر خدا کو گریہ وزاری کے ساتھ پکارے اور خوب دعائیں مانگے، جدائی کا غم وافسوس کرتے ہوئے وداع ہو، دروازہ کے پاس پہنچ کر آخری دعا کر کے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے روانہ ہو جائے، قیام مدینہ وحاضری کے وقت ادب ملحوظ رہے صلوۃ وسلام میں مشغول رہے۔

خدائے پاک تمام مسلمانوں کو یہ سعادت نصیب فرمائے۔

آمین یا رب العالمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه و بارك وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حدیث

بیان کرنے میں احتیاط

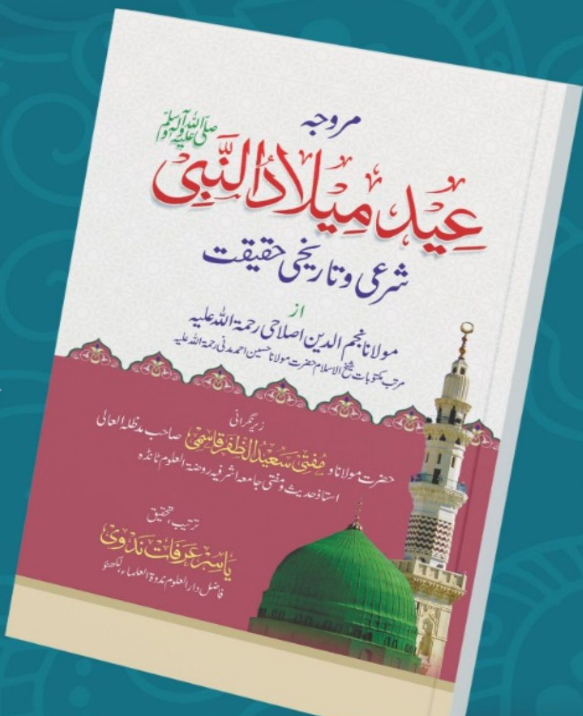

مروجہ

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شرعی و تاریخی حقیقت

نشر و اشاعت

دار الترجمۃ والتحقیق

ٹنڈولہ، ٹانڈہ، رامپور